بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد نجیب قاسمی، ریاض

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن، وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِيْم وَعَلٰی آلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْن.

﴿ حقوق الزوجین یعنی میاں بیوی کی ذمہ داریاں ﴾

حق کے معنی: حق کے لغوی معنی ثابت ہونے یعنی واجب ہونے کے ہیں، اس کی جمع حقوق آتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰی اَکْثَرِھِمْ فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ (سورۂ یس ۷) اُن میں سے اکثر لوگوں پر بات ثابت ہوچکی ہے، سو یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے۔۔۔ حق، باطل کے مقابلہ میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ، اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقاً (سورۂ اسراء ۸۱) اور اعلان کردو کہ حق آچکا اور باطل مٹ گیا، یقیناً باطل کو مٹنا ہی تھا۔

حقوق کی ادائیگی: شریعت اسلامیہ نے ہر شخص کو اس بات پر متوجہ کیا ہے کہ وہ اپنے فرائض ادا کرے، اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طریقہ پر انجام دے اور لوگوں کے حقوق کی مکمل ادائیگی کرے۔ شریعت اسلامیہ نے ہر شخص کو مکلّف بنایا ہے کہ وہ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد یعنی بندوں کے حقوق کی مکمل طور پر ادائیگی کرے حتی کہ بعض وجوہ سے حقوق العباد کو زیادہ اہتمام سے ادا کرنے کی تعلیمات دی گئیں۔

آج ہم دوسروں کے حقوق تو ادا نہیں کرتے ہیں البتہ اپنے حقوق کا جھنڈا اٹھائے رہتے ہیں۔ دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کی کوئی فکر نہیں کرتے ہیں، اپنے حقوق کو حاصل کرنے کے لئے مطالبات کئے جارہے ہیں، تحریکیں چلائی جارہی ہیں، مظاہرے کئے جارہے ہیں، ہڑتالیں کی جارہی ہیں، حقوق کے نام سے انجمنیں اور تنظیمیں بنائی جارہی ہیں۔ لیکن دنیا میں ایسی انجمنیں یا تحریکیں یا کوششیں موجود نہیں ہیں کہ جن میں یہ تعلیم دی جائے کہ اپنے فرائض، اپنی ذمہ داریاں اور دوسروں کے حقوق جو ہمارے ذمہ ہیں وہ ہم کیسے ادا کریں؟ شریعت اسلامیہ کا اصل مطالبہ بھی یہی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنی ذمہ داریوں یعنی دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی زیادہ کوشش کرے۔

میاں بیوی کے باہمی تعلقات میں بھی اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے یہی طریقہ اختیار کیا ہے کہ دونوں کو ان کے فرائض یعنی ذمہ داریاں بتادیں۔ شوہر کو بتادیا کہ تمہارے فرائض اور ذمہ داریاں کیا ہیں اور بیوی کو بتادیا کہ تمہاری ذمہ داریاں کیا ہیں، ہر ایک اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی کوشش کرے۔ زندگی کی گاڑی اسی طرح چلتی ہے کہ دونوں اپنے فرائض اور اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے رہیں۔ دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی فکر اپنے حقوق حاصل کرنے کی فکر سے زیادہ ہو۔ اگر یہ جذبہ پیدا ہوجائے تو پھر زندگی بہت عمدہ خوشگوار ہوجاتی ہے۔

زوجین (میاں بیوی): دو اجنبی مرد وعورت کے درمیان شوہر اور بیوی کا رشتہ اسی وقت قائم ہوسکتا ہے جبکہ دونوں کے درمیان شرعی نکاح عمل میں آئے۔ نکاحِ شرعی کے بعد دو اجنبی مرد وعورت رفیق حیات بن جاتے ہیں، ایک دوسرے کے رنج وخوشی، تکلیف وراحت اور صحت وبیماری غرضیکہ زندگی کے ہر گوشہ میں شریک ہوجاتے ہیں۔ عقد نکاح کو قرآن کریم میں میثاق غلیظ کا نام دیا گیا ہے یعنی نہایت مضبوط رشتہ۔ نکاح کی وجہ سے بے شمار حرام امور ایک دوسرے کے لئے حلال ہوجاتے ہیں حتی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک دوسرے کو لباس سے تعبیر کیا ہے یعنی شوہر اپنی بیوی کے لئے اور بیوی اپنے شوہر کے لئے لباس کے مانند ہے۔ شرعی نکاح کے بعد جب آدمی شوہر اور عورت بیوی بن جاتی ہے تو ایک دوسرے کا جسمانی اور روحانی طور پر لطف اندوز ہونا جائز ہوجاتا ہے اور ایک دوسرے کے ذمہ جسمانی اور روحانی حقوق واجب

ہوجاتے ہیں۔شرعی احکام کی پابندی کرتے ہوئے شوہر اور بیوی کا جسمانی اور روحانی طور پر لطف اندوز ہونا نیز ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کرنا یہ سب شریعت اسلامیہ کا جزء ہیں اوران پر بھی اجر ملے گا، ان شاء اللہ۔

نکاح کے دو اھم مقاصد:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں نکاح کے مقاصد میں سے دواہم مقصد مندرجہ ذیل آیت میں بیان فرمائے ہیں: وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجاً لِّتَسْكُنُوا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْن. (سورۃالروم ۲۱) اوراُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تا کہ تم اُن سے آرام پاؤ۔اوراُس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدری قائم کردی، یقیناً غوروفکر کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔غرض اِس آیت میں نکاح کے دواہم مقاصد بیان کئے گئے:

۱) میاں بیوی کوایک دوسرے سے قلبی وجسمانی سکون حاصل ہوتا ہے۔

۲) میاں بیوی کے درمیان ایک ایسی محبت، الفت، تعلق، رشتہ اور ہمدردی پیدا ہوجاتی ہے جودنیا میں کسی بھی دوشخصوں کے درمیان نہیں ہوتی۔

زوجین (میاں بیوی)کی ذمہ داریوں کی تین قسمیں:

انسان صرف انفرادی زندگی نہیں رکھتا ہے بلکہ وہ فطرتاً معاشرتی مزاج رکھنے والی مخلوق ہے،اس کا وجود خاندان کے ایک رکن اور معاشرہ کے ایک فرد کی حیثیت سے ہی پایا جاتا ہے۔ معاشرہ اور خاندان کی تشکیل میں بنیادی اکائی میاں بیوی ہیں جن کے ایک دوسرے پر کچھ حقوق ہیں:

۱) شوہر کی ذمہ داریاں یعنی بیوی کے حقوق شوہر پر۔

۲) بیوی کی ذمہ داریاں یعنی شوہر کے حقوق بیوی پر۔

۳) دونوں کی مشترکہ ذمہ داریاں یعنی مشترکہ حقوق۔

شوھر کی ذمہ داریاں یعنی بیوی کے حقوق شوھر پر:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشادفرمایا: وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (سورۃالبقرہ ۲۲۸) اور(مردوں پر) عورتوں کا حق ہے جیسا کہ(مردوں کا)عورتوں پرحق ہے،معروف طریقہ پر۔ اس آیت میں میاں بیوی کے تعلقات کا ایسا جامع دستور پیش کیا گیا ہے جس سے بہتر کوئی دستور نہیں ہوسکتا اوراگر اس جامع ہدایت کی روشنی میں ازدواجی زندگی گزاری جائے تو اِس رشتہ میں کبھی بھی تلخی اور کڑواہٹ پیدا نہ ہوگی، ان شاء اللہ۔ واقعی یہ قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ الفاظ کے اختصار کے باوجود معانی کا سمندر گویا کہ ایک کوزے میں سمودیا گیا ہے۔ یہ آیت بتارہی ہے کہ بیوی کو محض نوکرانی اور خادمہ مت سمجھنا بلکہ یہ یادرکھنا کہ اس کے بھی کچھ حقوق ہیں جن کی پاس داری شریعت میں ضروری ہے۔ان حقوق میں جہاں نان ونفقہ اور رہائش کا انتظام شامل ہے وہیں اسکی دل داری اورراحت رسانی کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ تم میں سب سے اچھا آدمی وہ ہے جواپنے گھر والوں (یعنی بیوی بچوں) کی نظر میں اچھا ہو۔۔۔ اورظاہر ہے کہ ان کی نظر میں اچھا وہی ہوگا جواُن کے حقوق کی ادائیگی کرنے والا ہو۔دوسری طرف اِس آیت میں بیوی کو بھی آگاہ کیا کہ اُس پر بھی حقوق کی ادائیگی لازم ہے۔کوئی بیوی اُس وقت تک پسندیدہ نہیں ہوسکتی جب تک کہ وہ اپنے شوہر کے حقوق کو ادا کرکے اُس کو خوش نہ کرے، چنانچہ احادیث میں ایسی عورتوں کی تعریف فرمائی گئی ہے جواپنے شوہر کی تابع داراورخدمت گزار ہوں اوران سے بہت زیادہ محبت کرنے والی ہوں اور ایسی عورتوں کی مذمت کی گئی ہے جوشوہروں کی نافرمانی کرنے والی ہوں۔

شوہر کی چند اہم ذمہ داریاں حسب ذیل ہیں:

۱) **مکمل مہر کی ادائیگی**: اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً (سورۃ النساء۴) عورتوں کو ان کا مہر راضی وخوشی سے ادا کردو۔ نکاح کے وقت مہر کی تعیین اور شب زفاف سے قبل اس کی ادائیگی ہونی چاہئے، اگرچہ طرفین کے اتفاق سے مہر کی ادائیگی کو مؤخر بھی کرسکتے ہیں۔ مہر صرف عورت کا حق ہے، لہذا شوہر یا اس کے والدین یا بھائی بہن کے لئے مہر کی رقم میں سے کچھ بھی لینا جائز نہیں ہے۔

﴿وضاحت﴾: شریعت نے کوئی بھی خرچہ صنف نازک پر نہیں رکھا ہے، شادی سے قبل اسکے تمام اخراجات والد کے ذمہ ہیں اور شادی کے بعد عورت کے کھانے، پینے، رہنے، سونے اور لباس کے تمام اخراجات شوہر کے ذمہ ہیں، لہذا مہر کی رقم عورت کی خالص ملکیت ہے اس کو جہاں چاہے اور جیسے چاہے استعمال کرے، شوہر یا والد مشورہ تو دے سکتے ہیں مگر اُس رقم میں تصرف کرنے کا مکمل اختیار صرف عورت کو ہے، اِسی طرح اگر عورت کو کوئی چیز وراثت میں ملی ہے تو وہ عورت کی ملکیت ہوگی، والد یا شوہر کو وہ رقم یا جائیداد لینے کا کوئی حق نہیں ہے۔

۲) **بیوی کے تمام اخراجات**: اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَه رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ (سورۃ البقرہ۲۳۳) بچوں کے باپ (یعنی شوہر) پر عورتوں (یعنی بیوی) کا کھانا اور کپڑا لازم ہے دستور کے مطابق۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ اللہ کی امان میں تم نے اُن کو لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے اُن کی شرمگاہوں کو تمہارے لئے حلال کیا گیا ہے۔ دستور کے مطابق اُن کا مکمل کھانے پینے کا خرچہ اور کپڑوں کا خرچہ تمہارے ذمہ ہے۔ (مسلم)

۳) **بیوی کے لئے رہائش کا انتظام**: اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: اَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ (سورۃ الطلاق۶) تم اپنی طاقت کے مطابق جہاں تم رہتے ہو وہاں اُن عورتوں کو رکھو۔ اس آیت میں مطلقہ عورتوں کا حکم بیان کیا جارہا ہے کہ عدت کے دوران ان کی رہائش کا انتظام بھی شوہر کے ذمہ ہے۔ جب شریعت نے مطلقہ عورتوں کی رہائش کا انتظام شوہر کے ذمہ رکھا ہے تو حسب استطاعت بیوی کی مناسب رہائش کی ذمہ داری بدرجہ اولیٰ شوہر کے ذمہ ہوگی۔

۴) **بیوی کے ساتھ حسن معاشرت**:

شوہر کو چاہئے کہ وہ بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوا شَيْئاً وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيهِ خَيْراً كَثِيراً (سورۃ النساء۱۹) ان کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آؤ یعنی عورتوں کے ساتھ گفتگو اور معاملات میں حسن اخلاق کے ساتھ معاملہ رکھو گو تم انہیں ناپسند کرو لیکن بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت ہی بھلائی کردے۔

شوہر کی چوتھی ذمہ داری "بیوی کے ساتھ حسن معاشرت" بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے، اس کی ادائیگی کے مختلف طریقے حسب ذیل ہیں:

a) حسب استطاعت بیوی اور بچوں پر خرچہ کرنے میں فراخدلی سے کام لینا چاہئے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِذَا اَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰى اَهْلِهِ نَفَقَةً يَحْتَسِبُهَا فَهِيَ صَدَقَةٌ (بخاری) اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید کے ساتھ اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے تو وہ صدقہ ہوگا یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر اجر عطا فرمائے گا۔

b) **بیوی سے مشورہ**: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ گھر کے نظام کو چلانے کی ذمہ داری مرد کے ذمہ رکھی گئی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں مرد کے

لئے قوّام کا لفظ استعمال کیا گیا ہے یعنی مرد عورتوں پر نگہبان اور منتظم ہیں۔ لیکن حسن معاشرت کے طور پر عورت سے بھی گھر کے نظام کو چلانے کے لئے مشورہ لینا چاہئے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آمِرُوا النِّسَاءَ فِيْ بَنَاتِهِنَّ (ابوداؤد، مسند احمد) یعنی بیٹیوں کے رشتے کے لئے اپنی بیوی سے مشورہ کیا کرو۔

c) بیوی کی بعض کمزوریوں سے چشم پوشی کریں، خاص طور پر جب کہ دیگر خوبیاں ومحاسن ان کے اندر موجود ہوں، یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے عموماً ہر عورت میں کچھ نہ کچھ خوبیاں ضرور رکھی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر عورت کی کوئی بات یا عمل ناپسند آئے تو مرد عورت پر غصہ نہ کرے کیونکہ اس کے اندر دوسری خوبیاں موجود ہیں جو تمہیں بھی اچھی لگتی ہیں۔ (مسلم)

d) مرد بیوی کے سامنے اپنی ذات کو قابل توجہ یعنی اسمارٹ بنا کر رکھے کیونکہ تم جس طرح اپنی بیوی کو خوبصورت دیکھنا چاہتے ہو وہ بھی تمہیں اچھا دیکھنا چاہتی ہے۔ صحابی رسول ومفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کے لئے ویسا ہی سجتا ہوں جیسا وہ میرے لئے زیب وزینت اختیار کرتی ہے۔ (تفسیر قرطبی)

e) گھر کے کام وکاج میں عورت کی مدد کی جائے، خاص کر جب وہ بیمار ہو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ گھر کے تمام کام کرلیا کرتے تھے، جھاڑو بھی خود لگالیا کرتے تھے، کپڑوں میں پیوند بھی خود لگالیا کرتے تھے اور اپنے جوتوں کی مرمت بھی خود کرلیا کرتے تھے۔ (بخاری)

بیوی کی ذمہ داریاں یعنی شوہر کے حقوق بیوی پر:

۱) شوہر کی اطاعت: اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ (سورۃ النساء ۳۴) مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں۔ جو عورتیں نیک ہیں وہ اپنے شوہروں کا کہنا مانتی ہیں اور اللہ کے حکم کے موافق نیک عورتیں شوہر کی عدم موجودگی میں اپنے نفس اور شوہر کے مال کی حفاظت کرتی ہیں، یعنی اپنے نفس اور شوہر کے مال میں کسی قسم کی خیانت نہیں کرتی ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت پر فوقیت وفضیلت دینے کی دو وجہیں ذکر فرمائی ہیں۔

(۱) مرد وعورت وساری کائنات کو پیدا کرنے والے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مرد کو عورت پر فضیلت دی ہے۔

(۲) مرد اپنے اور بیوی وبچوں کے تمام اخراجات برداشت کرتا ہے۔

اسی طرح دوسری آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾ (سورۃ البقرۃ ۲۲۸) مردوں کو عورتوں پر فضیلت حاصل ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا دَخَلَتِ الْجَنَّةَ (مُسند احمد) اگر عورت نے (خاص طور پر) پانچ نمازوں کی پابندی کی، ماہ رمضان کے روزے اہتمام سے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی اور اپنے شوہر کی اطاعت کی تو گویا وہ جنت میں داخل ہوگئی۔

ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ سے کہا کہ مجھے عورتوں کی ایک جماعت نے آپ ﷺ سے ایک سوال کرنے کے لئے بھیجا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم مردوں کو دیا ہے، چنانچہ اگر ان کو جہاد میں تکلیف پہنچتی ہے تو اُس پر ان کو اجر دیا جاتا ہے اور اگر وہ شہید ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے خصوصی بندوں میں شمار ہو جاتے ہیں کہ مرنے کے باوجود وہ زندہ رہتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے خصوصی رزق ان کو دیا جاتا ہے۔ (جیسا کہ سورۂ آل عمران آیت ۱۶۹ میں مذکور ہے) ہم عورتیں ان کی خدمت کرتی ہیں، ہمارے لئے کیا اجر ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جن عورتوں کی طرف سے تم بھیجی گئی ہو، ان کو اطلاع کردو کہ شوہر کی اطاعت اور اس کے حق کا اعتراف تمہارے لئے اللہ کے راستے میں جہاد کے برابر ہے، لیکن تم میں سے کم ہی عورتیں اس ذمہ داری کو بخوبی انجام دیتی ہیں۔ (بزاز، طبرانی)

﴿وضاحت﴾: اِن دِنوں مرد وعورت کے درمیان مساوات اور آزادیٔ نسواں کا بڑا شور ہے اور بعض ہمارے بھائی بھی اس پروپیگنڈے میں شریک ہو جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مرد وعورت زندگی کے گاڑی کے دو پہیے ہیں، زندگی کا سفر دونوں کو ایک ساتھ طے کرنا ہے، اب زندگی کے سفر کو طے کرنے میں انتظام کی خاطر یہ لازمی بات ہے کہ دونوں میں سے کوئی ایک سفر کا ذمہ دار ہوتا کہ زندگی کا نظام صحیح چل سکے۔ لہذا تین راستے ہیں: (۱) دونوں کو ہی امیر بنایا جائے۔ (۲) عورت کو اس زندگی کے سفر کا امیر بنایا جائے۔ (۳) مرد کو اس زندگی کے سفر کا امیر بنایا جائے۔ پہلی شکل میں اختلاف کی صورت میں مسئلہ حل ہونے کے بجائے پیچیدہ سے پیچیدہ ہوتا جائے گا۔ دوسری شکل بھی ممکن نہیں ہے کیونکہ مرد وعورت کو پیدا کرنے والے نے صنف نازک کو ایسی اوصاف سے متصف پیدا کیا ہے کہ وہ مرد پر حاکم بن کر زندگی نہیں گزار سکتی ہے۔ لہذا اب ایک ہی صورت بچی اور وہ یہ ہے کہ مرد اس زندگی کے سفر کا امیر بن کر رہے۔ مرد میں عادتاً وطبعاً عورت کی بہ نسبت فکر وتدبر اور برداشت وتحمل کی قوت زیادہ ہوتی ہے، نیز انسانی خلقت، فطرت، قوت اور صلاحیت کے لحاظ سے اور عقل کے ذریعہ انسان غور وخوض کرے تو یہی نظر آئے گا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو قوت مرد کو عطا کی ہے، بڑے بڑے کام کرنے کی جو صلاحیت مرد کو عطا فرمائی ہے، وہ عورت کو نہیں دی گئی۔ لہذا امارت اور سربراہی کا کام صحیح طور پر مرد ہی انجام دے سکتا ہے۔ اس مسئلہ کے لئے اپنی عقل سے فیصلہ کرنے کے بجائے اس ذات سے پوچھیں جس نے اِن دونوں کو پیدا کیا ہے۔ چنانچہ خالق کائنات نے قرآن کریم میں واضح الفاظ کے ساتھ اس مسئلہ کا حل پیش کردیا ہے: ﴿وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَة﴾ (سورۂ البقرۃ ۲۲۸) ﴿الرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ﴾ (سورۂ النساء ۳۴) ان آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے واضح الفاظ میں ذکر فرمادیا کہ مرد ہی زندگی کے سفر کا سربراہ رہے گا اور فیصلہ کرنے کا حق مرد ہی کو حاصل ہے، اگرچہ مرد کو چاہئے کہ عورت کو اپنے فیصلوں میں شامل کرے۔۔ مرد حضرات بھی اس بات کو اچھی طرح ذہن نشیں کرلیں کہ بیشک مرد عورت کے لئے قوام یعنی امیر کی حیثیت رکھتا ہے لیکن ساتھ ہی دونوں کے درمیان دوستی کا بھی تعلق ہے، یعنی انتظامی طور پر تو مرد قوام یعنی امیر ہے لیکن باہمی تعلق دوستی جیسا ہے، ایسا تعلق نہیں ہے جیسا مالک اور نوکرانی کے درمیان ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو، دونوں حالتوں میں مجھے علم ہو جاتا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا: یارسول اللہ! کس طرح علم ہو جاتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو رب محمد کے الفاظ کے ساتھ قسم کھاتی ہو اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو رب ابراہیم کے الفاظ کے ساتھ قسم کھاتی ہو۔ اس وقت تم میرا نام نہیں لیتی بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام لیتی ہو۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ یارسول اللہ! میں صرف آپ کا نام چھوڑتی ہوں، نام کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑتی۔ (بخاری۔ باب ما یجوز من الھجر)

اب آپ اندازہ لگائیں کہ کون ناراض ہو رہا ہے؟ حضرت عائشہؓ۔ اور کس سے ناراض ہو رہی ہیں؟ حضور اکرم ﷺ سے۔ معلوم ہوا کہ اگر بیوی ناراضگی کا اظہار کر رہی ہے تو یہ مرد کی قوامیت یعنی امارت کے خلاف نہیں ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے بڑی خوشی طبعی کے ساتھ اس کا

ذکر فرمایا کہ مجھے تمہاری ناراضگی کا پتہ چل جاتا ہے۔

اسی طرح واقعہ افک کو یاد کریں، جس میں حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی گئی تھی، جس کی وجہ سے حضرت عائشہؓ پر قیامت صغریٰ برپا ہوگئی تھی۔ حتی کہ نبی اکرم ﷺ کو بھی شبہ ہوگیا تھا کہ کہیں حضرت عائشہؓ سے واقعی غلطی تو نہیں ہوگئی ہے۔ جب آیت برأت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ کی برأت کا اعلان کیا تو حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ بہت خوش ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کھڑی ہوجاؤ اور نبی اکرم ﷺ کو سلام کرو۔ حضرت عائشہؓ بستر پر لیٹی ہوئی تھیں اور برأت کی آیات سن لیں اور لیٹے لیٹے فرمایا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے میری برأت (اپنے پاک کلام میں) نازل فرمادی لیکن میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا شکر ادا نہیں کرتی کیونکہ آپ لوگوں نے تو اپنے دل میں یہ احتمال پیدا کرلیا تھا کہ شاید مجھ سے غلطی ہوگئی ہے۔ (بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ النور، حدیث نمبر ۴۷۵۰)
بظاہر حضرت عائشہؓ نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے کھڑے ہونے سے اعراض فرمایا، لیکن حضور اکرم ﷺ نے اس کو برا نہیں سمجھا، اس لئے کہ یہ ناز کی بات ہے۔ یہ ناز درحقیقت اسی دوستی کا تقاضہ ہے جو میاں بیوی کے درمیان ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ میاں بیوی کے درمیان حاکمیت اور محکومیت کا رشتہ نہیں بلکہ دوستی کا بھی رشتہ ہے اور اس دوستی کا حق یہ ہے کہ اس قسم کے ناز کو برداشت کیا جائے۔
بہر حال! چونکہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو قوام بنایا ہے اس لئے فیصلہ اس کا ماننا ہوگا۔ ہاں بیوی اپنی رائے اور مشورہ دے سکتی ہے اور شریعت نے مرد کو یہ ہدایت بھی دی ہے کہ وہ حتی الامکان بیوی کی دلداری کا خیال بھی کرے لیکن فیصلہ اسی کا ہوگا۔ لہذا اگر بیوی چاہے کہ ہر معاملے میں فیصلہ ان کا چلے اور مرد قوام نہ بنے، تو یہ صورت فطرت کے خلاف ہے، شریعت کے خلاف ہے، عقل کے خلاف ہے اور انصاف کے خلاف ہے اور اس کا نتیجہ گھر کی بربادی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

۲) شوہر کے مال وآبرو کی حفاظت:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فَالصَّالِحَاتُ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ (سورۃ النساء ۳۴) جو عورتیں نیک ہیں وہ اپنے شوہروں کی تابعداری کرتی ہیں اور اللہ کے حکم کے موافق نیک عورتیں شوہر کی عدم موجودگی میں اپنے نفس اور شوہر کے مال کی حفاظت کرتی ہیں، یعنی اپنے نفس اور شوہر کے مال میں کسی قسم کی خیانت نہیں کرتی ہیں۔
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں مرد کا سب سے بہترین خزانہ نہ بتاؤں؟ وہ نیک عورت ہے، جب شوہر اس کی طرف دیکھے تو وہ شوہر کو خوش کردے، جب شوہر اس کو کوئی حکم کرے تو شوہر کا کہنا مانے۔ اگر شوہر کہیں باہر سفر میں چلا جائے تو اس کے مال اور اپنے نفس کی حفاظت کرے۔ (ابوداؤد، نسائی)

شوہر کے مال کی حفاظت میں یہ ہے کہ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر شوہر کے مال میں سے کچھ نہ لے، اور اس کی اجازت کے بغیر کسی کو نہ دے۔ ہاں اگر شوہر واقعی بیوی کے اخراجات میں کمی کرتا ہے تو بیوی اپنے اور اولاد کے خرچے کو پورا کرنے کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر مال لے سکتی ہے۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ہند بنت عتبہ سے کہا تھا جب انہوں نے اپنے شوہر ابوسفیانؓ کے زیادہ بخیل ہونے کی شکایت کی تھی: خُذِىْ مَا يَكْفِيْكَ وَوَلَدَكَ بِالْمَعْرُوْفِ اتنا مال لے لیا کرو جو تمہارے اور تمہاری اولاد کے متوسط خرچہ کے لئے کافی ہو۔ (بخاری مسلم)

شوہر کی آبرو کی حفاظت میں یہ ہے کہ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں داخل نہ ہونے دے، کسی نامحرم سے بلاضرورت بات نہ کرے۔ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے۔

۳) گھر کے اندرونی نظام کو چلانا اور بچوں کی تربیت کرنا: یہ عورتوں کی وہ ذمہ داری ہے جو ان کی خلقت کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد ہے، بلکہ یہ وہ بنیادی ذمہ داری ہے جسکی ادائیگی عورتوں پر لازم ہے۔ عورتوں کو اس ذمہ داری کے انجام دینے میں کوئی کمی نہیں چھوڑنی چاہئے کیونکہ اسی ذمہ داری کو صحیح طریقہ پر انجام دینے سے فیملی میں آرام وسکون پیدا ہوگا نیز اولاد دونوں جہاں کی کامیابی وکامرانی سے سرفراز ہوگی۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب صحابۂ کرام اپنی بیٹی یا بہن کو رخصت کرتے تھے تو اس کو شوہر کی خدمت اور بچوں کی بہترین تربیت کی خصوصی تاکید کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْؤُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا (بخاری ومسلم) عورت اپنے شوہر کے گھر میں نگہبان اور ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے بچوں کی تربیت وغیرہ کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

بیوی کی چند اہم دیگر ذمہ داریاں:

۴) بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی عورت کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے شوہر کی موجودگی میں روزے رکھے مگر شوہر کی اجازت سے یعنی کسی عورت کے لئے نفلی روزہ رکھنا شوہر کی اجازت کے بغیر حلال نہیں۔

۵) عورت کے دل میں شوہر کے پیسے کا درد ہو: عورت کے دل میں شوہر کے پیسے کا درد ہونا چاہئے تاکہ شوہر کا پیسہ فضول خرچی میں خرچ نہ ہو۔ گھر کو نوکرانیوں پر نہیں چھوڑنا چاہئے کہ وہ جس طرح چاہیں کرتی رہیں بلکہ عورت کی ذمہ داری ہے کہ وہ گھر کے داخلی تمام امور پر نگاہ رکھے۔

چند مشترکہ حقوق اور ذمہ داریاں:

حتی الامکان خوشی وراحت وسکون کو حاصل کرنے اور رنج وغم کو دور کرنے کے لئے ایک دوسرے کا تعاون کرنا چاہئے۔

ایک دوسرے کے راز لوگوں کے سامنے ذکر نہ کئے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اللہ کی نظروں میں سب سے بدبخت انسان وہ ہوگا جو میاں بیوی کے آپسی راز کو دوسروں کے سامنے بیان کرے۔ (مسلم)

شوہر باہر کے کام اور بیوی گھریلو کام انجام دے:

قرآن وسنت میں واضح طور پر ایسا کوئی قطعی اصول نہیں ملتا جس کی بنیاد پر کہا جائے کہ کھانا پکانا عورتوں کے ذمہ ہے، البتہ حضرت فاطمہؓ کی شادی کے بعد حضور اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے درمیان کام کی جو تقسیم کی وہ اس طرح تھی کہ باہر کے کام حضرت علیؓ دیکھتے تھے، گھریلو کام مثلاً کھانا بنانا، گھر کی صفائی کرنا وغیرہ حضرت فاطمہؓ کے ذمہ تھا۔ لیکن یاد رکھیں کہ زندگی قانونی پیچیدگیوں سے نہیں چلا کرتی، لہذا جس طرح قرآن وحدیث میں مذکور نہیں ہے کہ کھانا پکانا عورت کے ذمہ ہے اسی طرح قرآن وسنت میں کہیں واضح طور پر یہ موجود نہیں ہے کہ شوہر کے ذمہ بیوی کا علاج کرانا لازم ہے، اسی طرح قرآن وسنت میں مرد کے ذمہ نہیں ہے کہ وہ بیوی کو اس کے والدین کے گھر ملاقات کے لئے لے جایا کرے۔ اسی طرح اگر بیوی کے والدین یا بھائی بہن اس کے گھر آئیں تو مرد کے ذمہ نہیں ہے کہ مرغ مسلم وکوفتے وکباب وغیرہ لے کر آئے۔ معلوم ہوا کہ دونوں ایک دوسرے کی خدمت کے جذبہ سے رہیں۔ باہر کے کام مرد انجام دے اور عورت گھر کے معاملات کو بخوبی انجام دے۔

میاں بیوی کی مشترکہ ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری یہ ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی جنسی ضرورت کو پورا کریں۔ حضرت ابوہریرہؓ

روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مرد اپنی بیوی کو اپنی طرف بلائے (یہ میاں بیوی کے مخصوص تعلقات سے کنایہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو ان تعلقات کو قائم کرنے کے لئے بلائے) اور وہ عورت نہ آئے یا ایسا طرز اختیار کرے کہ جس سے شوہر کا وہ منشا پورا نہ ہو اور اس کی وجہ سے شوہر ناراض ہو جائے تو ساری رات صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں، یعنی اس عورت پر خدا کی لعنت ہو اور لعنت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کو حاصل نہیں ہوگی۔ (بخاری ومسلم)

جنسی خواہشات کی تکمیل پر اجر وثواب: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میاں بیوی کے جو باہمی تعلقات ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر بھی اجر عطا فرمائے گا۔ صحابۂ کرام نے سوال کیا: یارسول اللہ! وہ انسان اپنی نفسانی خواہشات کے تحت کرتا ہے، اس پر کیا اجر؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ نفسانی خواہش کو ناجائز طریقے سے پورا کرتا ہے تو اس پر گناہ ہوتا ہے یا نہیں؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! گناہ ضرور ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چونکہ میاں بیوی ناجائز طریقہ کو چھوڑ کر جائز طریقے سے نفسانی خواہشات کو اللہ کے حکم کی وجہ سے کر رہے ہیں، اس لئے اس پر بھی ثواب ہوگا۔ (مسند احمد ج ۵ ص ۱۶۹۱۶۷)

اپنے اهل وعیال کو جهنم کی آگ سے بچانے کے لئے مشترکه فکر وکوشش:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَاراً وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلَائِکَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ (سورۂ التحریم ۶) اے ایمان والو تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر، جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔

جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر فاروق ؓ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور فرمایا کہ ہم اپنے آپ کو تو جہنم کی آگ سے بچاسکتے ہیں مگر گھر والوں کا کیا کریں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ان کو برائیوں سے روکتے رہو اور اچھائیوں کا حکم کرتے رہو، ان شاء اللہ یہ عمل ان کو جہنم کی آگ سے بچانے والا بنے گا۔

وراثت میں شرکت:

دونوں میں سے کسی ایک کے انتقال ہونے پر دوسرا اسکی وراثت میں شریک ہوگا۔

شوہر اور بیوی کی وراثت میں چار شکلیں بنتی ہیں۔ (سورۂ النساء ۱۲):

- ☆ بیوی کے انتقال پر — اولاد موجود نہ ہونے کی صورت میں — شوہر کو 1/2 ملے گا۔
- ☆ بیوی کے انتقال پر — اولاد موجود ہونے کی صورت میں — شوہر کو 1/4 ملے گا۔
- ☆ شوہر کے انتقال پر — اولاد موجود نہ ہونے کی صورت میں — بیوی کو 1/4 ملے گا۔
- ☆ شوہر کے انتقال پر — اولاد موجود ہونے کی صورت میں — بیوی کو 1/8 ملے گا۔

محمد نجیب سنبھلی قاسمی، ریاض
(najeebqasmi@yahoo.com)